ذبیح اللہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہی ہے

از قلم: مفتی عبید اللہ خاں عفیف
دارالافتاء مسجد امۃ العزیز اہلحدیث، رحمت ٹاؤن فیصل آباد

ہم یہ بات لکھ دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ یہ مسئلہ علمائے تفسیر کے ہاں مختلف فیہ چلا آ رہا ہے کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل ہیں یا حضرت اسحاق علیہ السلام۔ ہمارے مفسرین کرام نے صحابہ کرام وتابعین سے اس سلسلہ میں جو روایات نقل فرمائی ہیں ان کے مطابق ایک گروہ کا یہ قول بیان کیا گیا ہے وہ حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام تھے، اس گروہ میں حسب ذیل بزرگوں کے نام ملتے ہیں:

حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، شعبی، مسروق، زہری، عطاء، مقاتل، سدی، کعب احبار اور زید بن اسلم وغیرہم، تفسیر ابن کثیر، تفسیر رازی اور روح المعانی میں ان لوگوں کے اقوال دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایک دوسری جماعت کا کہنا یہ ہے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے اور اس جماعت میں حسب ذیل شخصیتوں کے نام ملتے ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت معاویہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم، عکرمہ، مجاہد، یوسف بن مہران، حسن بصری، محمد بن کعب قرظی، شعبی، سعید بن مسیب، ضحاک، محمد بن علی بن حسین، ربیع بن انس، احمد بن حنبل، امام ابوحاتم رحمہم اللہ اور دوسرے اصحاب علم ہیں: مجاہد، عکرمہ اور شعبی اپنے ایک ایک قول کے مطابق دونوں گروہوں میں شامل ہیں۔

عمرو بن عبید کہتے ہیں: حسن بصری کو اس امر میں کوئی شک نہ تھا کہ ذبیح اللہ سیدنا اسماعیل ہی تھے۔

صحابہ وتابعین کے اس اختلاف کی بنا پر بعض مفسر قطعی طور پر اس طرف چلے گئے ہیں کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ چنانچہ امام ابن جریر اور قاضی عیاض کا یہی خیال ہے اور بعض دوسرے حضرات پورے وثوق اور جزم کے ساتھ یہ فیصلہ صادر کرتے ہیں کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل تھے۔ امام ابن کثیر، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اسی نقطہ نظر کے حامل ہیں اور راقم السطور کے نزدیک بھی یہی رائے حق ہے کہ ذبیح اللہ اسماعیل ہی تھے۔ کیونکہ دلائل اور تاریخی تنقیحات کی روشنی میں یہی رائے حق اور مبنی بر صواب دکھائی دیتی ہے۔ دلائل یہ ہیں:

دلیل اول: جب حضرت ابراہیم علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام قوم سے پوری طرح مایوس ہو جاتے ہیں اور والد آذر بھی سخت مخالف ہو جاتا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام کی طرف قصد ہجرت فرماتے ہیں۔ سفر کی وحشت اور غربت کی تلخیوں سے محفوظ رہنے کے لیے دوران سفر ایک بیٹے کی دعا فرماتے ہیں جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں خلعت پذیرائی سے آراستہ قرار پائی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مطلوب فرزند عطا فرمایا اور پھر جب یہ فرزند دلبند چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اسے اپنی راہ میں قربان کر دینے کا اشارہ فرمایا اور یہ پورا مضمون قرآن مجید میں ایک ہی سیاق میں اکٹھا بیان ہوا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے: **وقال انی ذاھب الی ربی سیھدین. رب ھب لی من الصلحین. فبشرناہ بغلام حلیم. فلما بلغ معہ السعی قال یابنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری قال یاابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین.** [سورہ الصّٰفّٰت: ۹۹ تا ۱۰۲]

اور ابراہیم بولے میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ مجھے راستہ دکھائے گا، اے رب مجھے (اولاد) عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو، تو ہم نے ان کو ایک نرم دل (حیدار) لڑکے کی خوشخبری دی۔ جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا، تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیے، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے یعنی ذبح ہونے کی تکلیف کو سہارنے والا پائے گا

ان آیات مقدسہ سے یہ حقیقت از خود ابھر کر منصۂ شہور پر آ چکی ہے کہ ذبح ہونے والے وہی صاحبزادے ہیں جن کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سفر کی وحشت اور تنہائی دور کرنے کے لیے دل بہلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا اور وہ حضرت اسماعیل ہی تھے، کیونکہ دعا کے کلمات: **رب ھب لی من الصالحین.**

بانگ دہل بتا رہے ہیں کہ دعا کے وقت آپ کے ہاں کوئی ایک لڑکا بھی نہ تھا۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ **من الصالحین**

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں کلمہ من تبعیض کا ہے اور تبعیض کا اقل درجہ فرد واحد ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر دعا کے وقت ان کے ہاں کوئی لڑکا موجود مانا جائے تو ان الفاظ کے ساتھ دعا کرنے سے طلب حاصل لازم آتی ہے اور طلب حاصل محال ہے اور یہ بات بھی یاد رہے کہ شرائع ثلاثہ (یہودیت، مسیحیت اور اسلام) میں یہ بات متفق علیہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام سے پورے چودہ برس بڑے تھے، جیسا کہ کتاب مقدس میں ہے۔

(۱) ابراھام کی بیوی ساریٰ کے کوئی اولاد نہ ہوئی، اس کی ایک مصری لونڈی [1] تھی جس کا نام ہاجرہ تھا اور ساریٰ نے ابراھام سے کہا کہ دیکھ خداوند نے مجھے اولاد سے محروم رکھا ہے، سو تو میری لونڈی کے پاس جا۔ شاید اس سے میرا گھر آباد ہو اور ابراھام نے ساریٰ کی بات مانی اور ابراھام کو ملک کنعان میں رہتے ہوئے دس برس ہو گئے تھے جب اس کی بیوی ساریٰ نے اپنی مصری لونڈی اسے دی کہ اس کی بیوی بنے اور وہ ہاجرہ کے پاس گیا اور وہ حاملہ ہوئی۔ [کتاب پیدائش باب ۱۶، آیت ۱ تا ۳]

(۲) جب ابراھام سے ہاجرہ کے ہاں اسماعیل پیدا ہوا تب ابراھام چھیاسی برس کا تھا۔ [کتاب پیدائش باب ۱۶، آیت ۴]

(۳) تب ابراھام نے اپنے بیٹے اسماعیل کو اور گھر کے سب مردوں کو لیا اور اسی خدا کے حکم کے مطابق ان کا ختنہ کیا، ابراھام ننانوے برس کا تھا جب اس کا ختنہ ہوا اور جب اسماعیل کا ختنہ ہوا تو وہ تیرہ برس کا تھا۔ [کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت: ۲۳ تا ۲۵]

(۴) جب اس کا بیٹا اسحٰق اس سے پیدا ہوا تو ابراھام سو برس کا تھا۔ [کتاب پیدائش باب ۲۱ آیت: ۴، ۵]

کتاب پیدائش کی ان تصریحات سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام سے چودہ برس بڑے تھے۔ اس لحاظ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اکلوتے اور پہلوٹے صاحبزادے قرار پاتے ہیں، جن کی سوختنی قربانی کا ذکر بائبل میں مصرح موجود ہے۔ [ملاحظہ کتاب پیدائش]

اور جس روایت میں حضرت اسحٰق علیہ السلام کو اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے وہ محض یہود کی کارستانی اور تحریف کا شاخسانہ ہے، کیونکہ ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ بڑے صاحبزادے اسماعیل ہی پہلوٹے اور اکلوتے ہیں۔

دلیل ثانی: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آخری مگر کڑے (اکلوتے اسماعیل کی سوختنی قربانی کے) امتحان میں کامیاب اترے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور فرزند گرامی قدر کی ولادت کی نوید سنائی۔

وبشرناه باسحق نبیامن الصلحین. [الایہ: ۱۱۲، الصّٰفّٰت]

اور ہم نے اس کو اسحاق کی خوشخبری دی جو نبی ہوگا صالحین میں سے۔

چنانچہ واقعہ کی یہ ترتیب صاف صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت اسحٰق کی بشارت اسماعیل کی قربانی کے وقوع کے بعد پیش آئی ہے۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

قال محمد بن اسحق قال وسمعت محمد بن کعب القرظی وھو یقول ان الذی امر اللہ تعالی ابراھیم بذبحہ من ابنیہ اسمعیل وانا لنجد ذالک فی کتاب اللہ تعالی وذالک ان اللہ تعالی حین فرغ من قصۃ المذبوح من ابنی ابراھیم قال تعالی وبشرناه باسحق نبیامن الصلحین. [الایہ: ۱۱۲، الصّٰفّٰت]

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے جن صاحبزادے کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا، وہ حضرت اسماعیل ہی تھے اور اس کی تصریح قرآن میں بھی ملتی ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مذبوح کا قصہ بیان کرنے کے بعد حضرت اسحٰق کی پیدائش کی بشارت سنائی ہے، جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اس واقعہ کے ہو چکنے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ [ابن کثیر ص ۱۸ ج ۴]

دلیل ثالث: قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش مبارک کی بشارت سنائی ہے وہاں ان کے نبی ہونے کی بھی خوشخبری دی ہے۔ جیسے ارشاد ہوتا ہے:

وبشرناه باسحق نبیامن الصلحین. [الایہ: ۱۱۲، الصّٰفّٰت] خوشخبری دی ہم نے اس کو اسحٰق کی جو نبی ہوگا صالحین میں سے۔

بلکہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق کی ولادت کی بشارت کے ساتھ ساتھ پھر حضرت اسحٰق کے صاحب اولاد ہونے کا بھی مژدہ سنایا ہے

فبشرناھا باسحق ومن ورآء اسحاق یعقوب. [سورہ ھود: ۷۱]

---

[1] حضرت ہاجرہ لونڈی نہیں شہزادی ہے، یہود نے حسد کی بنا پر اس کو لونڈی لکھ دیا ہے۔ ملاحظہ ہو رحمۃ للعالمین جلد اول

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پس ہم نے اس (سارہ) کو اسحق کی پیدائش اور پھر اسحق سے یعقوب پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔

اب ظاہر ہے کہ جس بیٹے کی پیدائش کی خبر دینے کے ساتھ یہ خبر بھی دی جا چکی ہو کہ وہ نبی ہو گا صالحین میں سے اور اس کے ہاں یعقوب (علیہ السلام) نامی نیک اور لائق لڑکا پیدا ہوگا، اگر اس کے متعلق ابراہیم علیہ السلام کو یہ خواب دکھایا جاتا کہ آپ اس کو ذبح کر رہے ہیں تو حضرت ابراہیم اس سے کبھی یہ نہ سمجھ سکتے کہ اس بیٹے (اسحٰق علیہ السلام) کو ذبح کرنے کا اشارہ فرمایا جا رہا ہے۔

چنانچہ محمد بن کعب قرظی حضرت اسماعیل کے تعین پر یوں استدلال کرتے ہیں:

وبشرناه باسحق نبيامن الصلحين ويقول الله تعالى فبشرناها باسحق ومن ورآء اسحق يعقوب يقول بابن وابن ابن فلم يكن ليا مره بذبح اسحق وله فيه من الموعد بما وعده وما الذى امر بذبحه الا اسمعيل. [تفسير ابن كثير ج۴ ص۱۸]

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس بشارت میں حضرت اسحٰق کے صاحب اولاد ہونے کی بشارت دی، پس حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق سے حضرت یعقوب جیسے لائق فرزند کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی ہے، پس ذبیح حضرت اسماعیل ہی تھے۔

یاد رہے کہ یہ وہ استدلال ہے جو محمد بن کعب قرظی نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے پیش کیا تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے بہت پسند فرمایا اور کہا تھا کہ میرا بھی یہی عقیدہ تھا، مگر یہ استدلال مجھے نہیں سوجھا تھا اور اس استدلال کو امام ابن کثیر نے بھی اصح اور اقویٰ قرار دیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۸ میں ہے:

والذى استدل به محمد بن كعب القرظى على انه اسمعيل اثبت واصح واقوى والله تعالى اعلم. [ابن كثير ج۴ ص۱۸]

الشیخ الجلیل عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی تصریح فرماتے ہیں:

رب هب لى من الصلحين، وذالك عندما ليس من قومه ولم يرى فيهم خيرا دعا الله ان يهب له غلاما صالحا ينفع الله به فى حياته وبعد مماته فاستجاب الله له وقال فبشرناه بغلام حليم وهذا اسمعيل عليه السلام بلا شك فانه ذكر بعده البشارة باسحق ولان الله تعالى قال فى بشراه باسحق فبشرناها باسحق ومن ورآء اسحق يعقوب، فدل على ان اسحق غير الذبيح ووصف الله اسمعيل عليه السلام بالحليم. [تيسير الكريم الرحمن ج۶ ص ۱۹۱]

کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے مایوس ہو چکے اور ان میں خیر کا کوئی پہلو نہ دیکھا تو وہاں سے چل پڑے اور غربت کے ایام میں دعا مانگی کہ اے میرے اللہ مجھے ایسا فرزند عطا فرما جو میری حیات اور ممات میں نافع ہو، تب اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور غلام حلیم کی بشارت دی اور غلام حلیم بلا شبہ اسمٰعیل ہی ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد ایک اور بشارت اسحٰق کی ولادت کی دی اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو نہ صرف حضرت اسحٰق کی بشارت دی، بلکہ اسحٰق کے بعد پوتے یعقوب کی بشارت بھی دی۔ پس قرآن کا یہ بیان اس بات کی صریح نص ہے کہ حضرت اسحٰق ذبیح ہرگز نہیں، کیونکہ حضرت یعقوب کی ولادت کے لیے حضرت اسحٰق کا ذبیح نہ ہونا امر ناگزیر ہے۔

الشیخ محمد علی الصابونی تصریح فرماتے ہیں:

فبشرناه بغلام حليم، هذا الغلام هو (اسماعيل) عليه السلام فانه اول ولد بشربه ابراهيم عليه السلام وهو اكبر من اسحق باتفاق المسلمين واهل الكتاب بل نص فى كتابهم ان اسمعيل عليه السلام ولد ولابراهيم عليه السلام ست وثمانون سنة وولد اسحق وعمر ابراهيم عليه السلام تسع وتسعون سنة وعندهم ان الله تعالى امر ابراهيم ان يذبح ابنه وحيد وفى نسخة بكرة فاقحموا ههنا كذبا وبهتانا(اسحق) ولا يجوز هذا لانه مخالف لنص كتابهم وانما اقحموا اسحاق لانه ابوهم واسمعيل ابو العرب فحسدوهم.

[مختصر تفسير ابن كثير ج۳ ص۱۸۶]

غلام حلیم سے اسماعیل ہی مراد ہیں، اول اس لیے کہ حضرت ابراہیم کو اولین بشارت اسی اسماعیل ہی کی دی تھی۔ دوم اس لیے کہ تمام مسلمانوں اور اہل کتاب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت اسماعیل حضرت اسحٰق سے بڑے ہیں بلکہ ان کی کتاب بائبل کی کتاب پیدائش میں صریح نص ہے کہ حضرت اسماعیل کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہما السلام کی عمر شریف ۸۶ برس تھی اور حضرت اسحٰق کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم ۹۹ برس کے بیٹے میں تھے اور یہودیوں کو یہ بھی تسلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنے اکلوتے اور پہلوٹے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا تھا اور پہلوٹے اسماعیل ہی ہیں کہ وہ حضرت اسحٰق سے **علی الاقل** ۱۳ برس بڑے ہیں۔ چونکہ ذبیح اللہ ہونا ایک عظیم الشان اور جلیل القدر شرف اور اعزاز ہے، اس لیے یہود بے بہود

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے اس غیر معمولی شرف سے حضرت اسحٰق کو متشرف کرنے کے لیے ازراہ کذب وبہتان حضرت اسحٰق کو ذبیح اللہ لکھ کر صریح خیانت اور مجرمانہ خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔

دلیل لا اربع: قرآن مجید میں جن مقامات پر حضرت اسحٰق کی بشارت فرمائی گئی ہے، وہاں ان کے لیے غلام علیم دانا لڑکے کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں: **فبشـــروہ بـــغـــلام علیم.** [الذاریات: ۲۸]

مہمانوں نے ابراہیم کو صاحب علم بیٹے کی خوشخبری دی۔

قالوا لاتوجل انا نبشرک بغلام علیم. [الحجر: ۵۳]

ملائکہ نے کہا ڈریئے نہیں ہم آپ کو ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔

مگر قربانی کے لیے منتخب جن فرزند خورسند کے متعلق بشارت دی گئی ہے اس کے لیے غلام حلیم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اس انداز بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر دو صاحبزادوں کی دونمایاں صفات الگ الگ تھیں اور ذبح کا حکم غلام علیم کے لیے نہیں بلکہ غلام حلیم کے لیے ہوا اور لقب حلیم (جیدار) سوائے ابراہیم اور ان کے فرزند گرامی قدر حضرت اسماعیل کے قرآن میں کسی اور نبی کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ اس کا انکار نہیں کہ علم نہایت مطلوب وصف ہے مگر قربانی میں علم کے بجائے صبر، حسن خلق، سعۃ صدر اور عفو جیسی صفات کا ہونا ضروری ہے کہ ان کے بغیر قربانی جیسے انتہائی اقدام کا تصور بھی ممکن نہیں اور صفت حلیم (جیدار) ان چاروں صفات کو متضمن ہے۔ پس ذبیح حضرت اسماعیل ہی ہیں نہ کہ حضرت اسحٰق علیہا السلام۔

دلیل خامس: قرآن مجید میں یہ بات بھی عیاں طور پر ثابت ہے کہ ذبح ہونے والے گرامی قدر اور وفادار برخوردار نے اس عظیم ابتلاء پر اپنے ابا جی کے ساتھ صبر واستقامت کا وعدہ بھی فرمایا تھا: **ستجدنی ان شاء اللہ من الصبرین.** [سورہ الصّٰفّٰت]

اور جب ہم قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ صبر کی یہ صفت بنسبت اسحٰق کے حضرت اسماعیل میں افزوں تر تھی، **اسـمـاعـیـل و ادریـس و ذاالکفل کل من الصبرین.** [سورۃ الانبیاء: ۸۵]

اسماعیل، ادریس اور ذالکفل سب صابر بزرگ تھے۔

اور ایفائے وعدہ کی صفت [1]

جیسا کہ ارشاد ہے:

واذکر فی الکتب اسمعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا. [سورۃ مریم] اور مزید فرمایا: **وکان عند ربہ مرضیا.**

آپ اسماعیل کا تذکرہ بیان فرمائیں کہ وہ صادق الوعد اور رسول نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ بزرگ تھے۔ لہٰذا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ تینوں خصوصی صفات (حلیم، صادق الوعد اور صابر) ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل ہی ہیں۔

دلیل سادس: ایک تاریخی دلیل **قال مجاھد**

ھو اسمعیل علی الصلوۃ والسلام وقد رأیت قرنی الکبش فی الکعبۃ. [تفسیر ابن کثیر ج۳ ص ۱۸۸]

وقال الشعبی ھو ا اسمعیل علیہ الصلوۃ والسلام وقد رأیت قرنی الکبش فی الکعبۃ. [تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۸]

مجاہد اور شعبی جیسے تابعین کہتے ہیں کہ ذبیح اللہ اسماعیل ہی تھے اور ہم نے اسماعیل کے بدل میں ذبح کیے جانے والے مینڈھے کے سینگ بیت اللہ میں خود دیکھے ہیں اور یہ بھی طے ہے کہ حضرت اسحٰق کا بچپن میں مکہ مکرمہ تشریف لانا ثابت نہیں اور قربانی کا واقعہ مکہ میں پیش آیا ہے۔

الشیخ محمد علی الصابونی لکھتے ہیں: **(فبشرناہ باسحق ومن ورآء اسحق یعقوب) ای یولد فی حیاتھما ولد یسمی یعقوب فیکون من ذریتہ عقب ونسل فکیف یمکن بعد ھذا ان یومر بذبحہ صغیرا.** [مختصر تفسیر ابن کثیر ج۳ ص ۱۸۶]

---

[1] اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں حضرت اسحٰق اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام صبر، استقامت اور ایفائے وعدہ کی صفات سے محروم تھے۔ تمام انبیائے کرام ان صفات سے مالا مال تھے، مگر اسماعیل، ادریس اور ذوالکفل میں صبر کی صفت قدرے نمایاں تھی۔ **فافھم ولاتکن من القاصرین.**

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کہ حضرت اسحٰق کی ولادت کی بشارت کے ساتھ ساتھ حضرت ابراہیم کو اسحاق بیٹے کے بعد پوتے یعقوب کا مژدہ بھی سنایا گیا ہے اور یعقوب صاحب نسل اور عقب ہوگا، پس ایسے تناظر میں حضرت اسحٰق کی قربانی کا حکم کیسے ممکن ہے؟

سابع، جمہور مفسرین کا فیصلہ:

وجمهور المفسرين على ان هذا الغلام المبشربه هو (اسماعيل) لان الله تعالى قال بعد تمام قصة الذبيح (وبشرناه باسحق نبيا من الصلحين فدل ذالك على ان الذبيح هوا سمعيل. [صفوة التفاسير ج۳ص ۳۹، ۴۰ والنبوة والانبياء ص ۱۷۳]

جمہور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اولین بشارت جس بچے کی دی گئی تھی وہ اسماعیل ہی تھے کیونکہ ذبیح کے تمام قصہ کے بعد حضرت اسحٰق کی خوشخبری دی گئی تھی جس کے متعلق فرمایا کہ وہ نبی ہوگا نیکوکار جماعت میں سے۔ لہٰذا قرآن کا یہ سیاق اس بات کی دلیل قاطع ہے کہ اسماعیل ہی ذبیح اللہ ہیں۔

علامہ جلیل الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السوری ارقام فرماتے ہیں:

(وتله للجبين) اى تل ابراهيم اسمعيل على جبينه ليضجعه فيذبحه وقد انكب لوجه لئلا ينظر وقت الذبح الى وجه. [تيسير الكريم الرحمن ج٦ص ۱۹۱]

کہ حضرت ابراہیم نے بیٹے اسماعیل کو پیشانی کے بل لٹا دیا تا کہ اس کو لٹا کر ذبح کرے درانحالیکہ اسماعیل کا چہرہ زمین کی طرف پھیر دیا تا کہ اس کے منور چہرے پر نظر پڑنے سے ذبح کرنے میں محبت آڑے نہ آجائے

؎ چہ خوش گفت شاعر

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ ہم انہیں چھوڑ بیٹھے ہیں
جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آ ہی جاتی ہے

خلاصہ بحث یہ قرآن مجید اور کتاب مقدس کی تصریحات اور تنقیحات سے ثابت ہوا کہ ذبیح اللہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہی تھے۔ جن مفسرین نے حضرت اسحٰق کا نام لیا ہے وہ کعب احبار سے سنا سنایا دروغ بے فروغ ہے جو یہود بے بہبود کے حسد بے جا کا ملغوبہ ہے اور حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ **هذا ماعندى والله تعالى اعلم بالصواب.**

☆............☆............☆

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com